سُورَةُ الْفَلَق

’’یہ سورت اور اس کے بعد کی سورت ’’الناس‘‘ اللہ کی طرف سے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اولاً اور ان کے بعد تمام اہل ایمان کو اس امر کی طرف متوجہ کرنے کے لیے ہیں کہ وہ اللہ کی آغوشِ رحمت اور اس کی (حمیٰ) پناہ گاہ میں پناہ لیں...... ہر پوشیدہ وظاہر اور ہر معلوم و نامعلوم خطرناک شے سے بچنے کے لیے پناہ! یہ بات مجملاً بھی فرمائی گئی اور تفصیل سے بھی بیان کی گئی۔ گویا اللہ سبحان وتعالیٰ ان کے لیے اپنی (حمیٰ) پناہ گاہ کے دروازے کھولتا اور اپنی آغوش رحمت وا کرتا ہے اور ان سے شفقت ومحبت کے ساتھ کہتا ہے...... یہاں آؤ، میری حمیٰ میں آؤ، میری پناہ گاہ میں آؤ، یہاں تم امن اور طمانیت پاؤ گے، آؤ، آؤ میں جانتا ہوں کہ تم کمزور ہو، تمہارے بہت سے دشمن ہیں، تمہارے اردگرد خطرات منڈلا رہے ہیں اور یہاں...... ہاں یہاں امن ہے، طمانیت ہے، سلامتی ہے!‘‘ (فی ظلال القرآن)

’’سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کے مضامین ایک دوسرے سے قریبی مناسبت رکھتے ہیں اور چونکہ دونوں سورتیں ’’اعوذ‘‘ سے شروع ہوتی ہیں اس لیے ’’مُعَوِّذَتین‘‘ [پناہ مانگنے والی دو سورتوں] کے نام سے مشہور ہیں، غور کیجیے کہ قرآن کا آغاز سورۃ الفاتحہ سے ہوتا ہے اور اختتام معوذتین پر...... آغاز میں اللہ رب العالمین رحمان ورحیم اور مالک یوم الدین کی حمد وثنا کر کے بندہ عرض کرتا ہے کہ آپ ہی کی میں بندگی کرتا ہوں اور آپ ہی سے مدد چاہتا ہوں اور سب سے بڑی مدد جو مجھے درکار ہے، وہ یہ ہے کہ مجھے راستہ بتائیے، جواب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سیدھا راستہ دکھانے کے لیے اسے پورا قرآن دیا جاتا ہے اور اس کو ختم اِس بات پر کیا جاتا ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے عرض کرتا ہے کہ میں ہر مخلوق کے ہر فتنے اور شر سے محفوظ رہنے کے لیے آپ ہی کی پناہ لیتا ہوں اور خصوصیت کے ساتھ شیاطین جن وانس کے وسوسوں سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں، کیونکہ راہ راست کی پیروی میں وہی سب سے زیادہ مانع ہوتے ہیں‘‘۔ (تفہیم القران)

آیات:۵ سُوْرَۃُ الْفَلَق رکوع:۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ(۱) مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ(۲) وَمِنْ شَرِّ
غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ(۳) وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ(۴)
وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ(۵)﴾

آپ کہہ دیجیے کہ میں پناہ لیتا ہوں ہر چیز کو نمودار کرنے والے رب کی، ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہے اور اندھیری رات کے شر سے جب اس کا اندھیرا پھیل جائے اور گرہوں پر پڑھ پڑھ کر پھونکنے والوں کے شر سے اور حاسد کے شر سے جب وہ حسد کرنے لگے۔

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾

(اے نبی ﷺ) آپ کہہ دیجیے کہ میں پناہ لیتا ہوں ہر چیز کو نمودار کرنے والے رب کی۔

قُلْ فعل امر واحد مذکر حاضر (قَالَ، یَقُوْلُ، قَوْلًا) کہنا، اَعُوْذُ میں پناہ لیتا ہوں، فعل مضارع واحد متکلم (عَاذَ، یَعُوْذُ، عَوْذًا) التجا کرنا، پناہ لینا، بِرَبِّ الْفَلَقِ صبح کے مالک (کی) رَب کے معنی کائنات میں ہر چیز کا مالک، حاکم، پروردگار مربّی، وہی ہر چیز کو پیدا کرتا ہے اور اس کی نشو ونمو کرتا ہے یہاں تک کہ وہ چیز حد کمال کو پہنچ جاتی ہے۔

مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں:

''اَلْفَلَقِ' کا ترجمہ عام طور پر لوگوں نے صبح لیا ہے لیکن اس کے اصل معنی پھاڑنے کے ہیں، صبح

چونکہ شب کے پردے کو چاک کر کے نمودار ہوتی ہے، اس وجہ سے اس پر بھی اس کا اطلاق ہوا، لیکن پھاڑ کر نمودار ہونے والی چیز صرف صبح ہی نہیں ہے، ہر چیز کسی نہ کسی چیز کے اندر سے اس کو چاک کر کے ہی نمودار ہوتی ہے گٹھلی سے پودا نمودار ہوتا ہے، دانے کو پھاڑ کر کونپل نکلتی ہے، زمین کو پھاڑ کر نباتات اگتی ہے۔ پہاڑوں کا سینہ چاک کر کے چشمے اور دریا ابلتے ہیں، اِسی طرح انڈے کو پھاڑ کر بچے نکلتے ہیں اور رحم کا منہ کھول کر دوسری تمام زندہ مخلوقات وجود پذیر ہوتی ہیں۔ پھر لفظ فلق کو اس قدر محدود کر دینے کے لیے کیا جواز ہے؟ ہمارے نزدیک اس کو اس کے وسیع معنی میں رکھنا ہی موقع ومحل کے اعتبار سے زیادہ موزوں ہے، لغت میں یہ لفظ وسیع معنی میں آیا ہے، قرآن میں جس طرح فَالِقُ الْإِصْبَاحِ آیا ہے (الانعام:۹۶) یعنی پردۂ شب کو چاک کر کے وہی صبح نکالتا ہے، اسی طرح فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰی بھی آیا ہے (الانعام:۹۵) یعنی دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والا، اللہ ہے۔'' (تدبر قرآن)

﴿مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ﴾ ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی۔

مِنْ سے حرف جار، شَرِّ شر (برائی) مجرور، مَا جو، اسم موصول، خَلَقَ اس نے پیدا کی، ماضی واحد مذکر غائب (خَلَقَ، یَخْلُقُ، خَلْقًا) پیدا کرنا۔

مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں:

''یہ اس مقصد کا حوالہ ہے جس کے لیے تمام عالم کے نمودار کرنے والے رب العالمین کی دہائی کی تلقین کی گئی ہے، فرمایا کہ جس رب نے تمام عالم کو نمودار کیا ہے، اس کی پیدا کی ہوئی چیزوں کے شر سے پناہ ان کے پیدا کرنے والے ہی سے مانگو، کسی دوسرے سے نہ مانگو، کوئی دوسرا ان کے شر سے پناہ اسی صورت میں دے سکتا ہے کہ جب وہ ان کو پیدا کرنے والے سے زیادہ طاقتور ہو اور یہ بات بالکل خلاف عقل ہے کہ کوئی چیز خالق کائنات سے زیادہ قدرت واختیار والی ہو یا ہو سکے، اِس وجہ سے اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزوں کے شر سے کسی غیر کی پناہ ڈھونڈنا سراسر سفاہت اور حماقت ہے۔ یہ امر یہاں ملحوظ رہے کہ اس کائنات میں چیزیں جتنی بھی ہیں سب اللہ ہی کی پیدا کی ہوئی ہیں، خالق اس کے سوا کوئی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں پیدا کی ہیں وہ اصلاً مقصد خیر سے پیدا کی ہیں، لیکن وہ جب چاہے اس کو شر

میں تبدیل کرسکتا ہے، بارش اس دنیا کے لیے سراسر رحمت ہے، لیکن اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تو اس کو عذاب بھی بنا دیتا ہے، اسی طرح خود انسان اپنی بے خبری اور سوءِ استعمال سے ایک چیز کو جو اصلاً نافع ہے، مضر بنا لیتا ہے، اشیاء کے ان برے پہلوؤں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کا صحیح طریقہ یہی ہے کہ آدمی اللہ ہی سے استعاذہ کرے، نہ کہ ان اشیا میں سے کسی چیز کو مؤثر بالذّات سمجھ کر ان کی دہائی دینی شروع کر دے، جس طرح مشرک قومیں کرتی ہیں اور نہ اللہ کے سوا کسی 'غوث' یا 'قطب' کو پکارنا شروع کر دے کہ وہ آ کر اللہ کی پکڑ سے اس کو بچائیں، اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے اللہ کے سوا کوئی دوسرا ہرگز رہائی نہیں دے سکتا، آفتوں سے اپنے آپ کو بچانے کی جو جائز تدبیریں انسان اختیار کرتا ہے، مثلاً کسی بیماری میں ڈاکٹر سے رجوع کرتا ہے، تو یہ چیز اس کے منافی نہیں ہے بشرطیکہ وہ یہ عقیدہ رکھے کہ طبیب حقیقی صرف اللہ ہے، شفا صرف اسی کے اختیار میں ہے، اگر وہ شفا نہ دے تو کسی دوسری طاقت کے بس میں نہیں ہے کہ وہ کسی معمولی سے معمولی بیماری سے بھی نجات دے سکے۔" (تدبر قرآن)

﴿وَمِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ﴾

اور اندھیری رات کے شر سے جب اس کا اندھیرا پھیل جائے، (اسی رب کی پناہ لیتا ہوں)۔

وَ اور، عاطفہ، مِنۡ سے حرف جار، شَرِّ شر (برائی)، غَاسِقٍ اسم فاعل، رات جبکہ شفق غائب ہو جائے اور تاریکی بڑھ جائے (غَسَقَ اللَّيۡلُ، يَغۡسِقُ، غَسۡقًا) رات کا تاریک ہونا (القاموس الوحید)

اِذَا جب، ظرف زمان، وَقَبَ چھا جائے۔

مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں:

قرآن میں یہ بات جگہ جگہ بیان ہوئی ہے کہ اس دنیا کی بقا کے لیے جس طرح دن اور اس کی روشنی و حرارت ضروری ہے، اسی طرح رات اور اس کی خنکی اور سکون، راحت و آرام کے لیے ضروری ہے پھر ظاہری تضاد کے باوصف دنیا کی بقا میں ان دونوں کے توافق کو توحید کی دلیل کے طور پر پیش کیا گیا ہے، یہاں اسی رات کے شر سے پناہ مانگنے کی دعا کی تلقین کی گئی ہے، گویا یہ درس دیا گیا ہے کہ رات کی جو تاریکی تمہاری راحت کے لیے ناگزیر ہے اس گھٹا ٹوپ اندھیرے میں یہ چیز بھی ہے کہ اس میں چور، ڈاکو،

قاتل، دشمن اور حشرات اور زہریلے جانور نکلتے ہیں جن سے تمہیں نقصان پہنچ سکتا ہے، شب کے سکون میں ان غیر مطلوب چیزوں کی مداخلت سے یہ نتیجہ نکالنا تو بالکل غلط ہوگا کہ رات کا خالق کوئی اور ہے اور ان میں نمودار ہونے والے ان ناخواندہ مہمانوں کا خالق کوئی اور، پھر دونوں کی دہائی پکاری جائے، بالکل صحیح اور موافق عقل وفطرت بات یہی ہوسکتی ہے کہ ان دونوں کا خالق ایک ہی ہے، اسی نے رات کا سکون بخشا ہے اور وہی اس میں خلل انداز ہونے والی آفتوں سے پناہ دے سکتا ہے، یعنی جس طرح اس کی برکتیں اللہ ہی کے فیض سے ہیں اسی طرح اس کی زحمتیں بھی اس کے اِذن سے ہیں، پس ہر حال میں مرجع اسی کو بنانا چاہیے۔(تدبر قرآن)

﴿وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ﴾

اور گرہوں پر پڑھ پڑھ کر پھونکنے والوں کے شر سے (رب کی پناہ لیتا ہوں)۔

وَ اور، عاطفہ، مِنْ شَرِّ شر سے، النَّفّٰثٰتِ پھونکنے والے۔

مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں:

”اگر چہ یہ مؤنث ہے لیکن اس سے عورتوں کو مراد لینا لازم نہیں ہے، عربیت کے قاعدے سے آپ اس سے ارواح خبیثہ اور نفوس خبیثہ مراد لے سکتے ہیں، عام اس سے کہ وہ مرد ہوں یا عورتیں اور قطع نظر اس سے کہ ان کا اشارہ یہود ومجوس کی طرف ہو یا عرب کے ساحروں اور کاہنوں کی طرف۔“ (تدبر قرآن)

فِی الْعُقَدِ گرہوں کے، عُقْدَة، گانٹھ، گرہ، ذمہ، بار اور معاہدہ اس کی جمع عُقَدٌ آتی ہے، گرہیں، یہاں پر اس کے یہی معنی ہیں۔

مولانا محمد منظور نعمانی لکھتے ہیں:

”معلوم ہونا چاہیے کہ جس طرح شیاطین کا وجود ایک حقیقت ہے، اور ان کے شیطانی اعمال کی بھی حقیقت ہے اور ان کے اثرات ہوتے ہیں جن سے انکار نہیں کیا جاسکتا، لیکن جو کچھ ہوتا ہے باذنِ اللہ ہوتا ہے، قرآن حکیم میں جادو کے ضرر ہی کے بارے میں فرمایا گیا ہے: ”وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ“ (البقرہ:۱۰۲) اس آیت میں صراحت ہے کہ جادوگروں کے جادو یا سفلی عمل وغیرہ سے جو

ضرر کسی کو پہنچتا ہے اور جو اثر کسی پر ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اِذن و حکم کے بغیر نہیں ہوتا، لہٰذا آدمی اپنے رب کی پناہ لے کر اس کی زد سے بچ سکتا ہے، تو اس آیت ''وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ'' کا مطلب یہ ہوا کہ میں ان جادو اور ٹونے ٹوٹکے کرنے والوں کے شر سے اللہ کی پناہ لیتا ہوں جو گرہوں میں پھونک مار مار کر یہ شیطانی عمل کرتے ہیں۔'' (درس قرآن)

﴿وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ﴾ اور حاسد کے شر سے جب وہ حسد کرنے لگے۔

وَ اور، عاطفہ، مِنْ شَرِّ شر سے، حَاسِدٍ حاسد کے، اِذَا جب، حَسَدَ حسد کرے (حَسَدَ، یَحْسُدُ، حَسَدًا) حسد کرنا، کسی کی خوش حالی پر جلنا اور اس کی تمنا کرنا کہ اس کی نعمت اور خوش حالی دور ہو کر مجھے مل جائے تَحَاسَدُوْا، ایک دوسرے پر حسد کرنا۔

مولانا محمد منظور نعمانی لکھتے ہیں:

''حسد کا لفظ ہماری اردو زبان میں بھی مستعمل ہے، اس کا مطلب ہوتا ہے کسی کو اچھے حال میں دیکھ کر جلنا اور اس کی تدبیر کرنا اور کوشش کرنا کہ وہ اس اچھے حال میں نہ رہے، ظاہر ہے کہ یہ بڑے کمینہ پن کی بات ہے اور دنیا میں بہت سے شر اور فساد اس حسد کی وجہ سے ہوتے ہیں، یہ حسد سخت ترین کبیرہ گناہ ہے، آیت کا مطلب یہ ہے کہ میں پناہ مانگتا ہوں حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے ''اِذَا حَسَد'' اس لیے فرمایا گیا کہ حسد کرنے والے کے حسد سے ضرر جب ہی پہنچتا ہے، جب وہ جذبۂ حسد کی تسکین کے لیے عملی کارروائی کرے، جب تک وہ عملی کارروائی نہ کرے اُس وقت تک وہ خود ہی حسد کی آگ میں جلتا بھنتا رہتا ہے، اس کے حسد سے دوسرے کو ضرر اور نقصان اس وقت پہنچ سکتا ہے، جب وہ جذبۂ حسد کے تقاضے سے عملی کارروائی کرے، اس لیے فرمایا گیا ''اِذَا حَسَد''۔ (درس قرآن)

آیاتِ مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

۱) کائنات کی ہر چیز کا خالق و مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے، اس نے پھول اگائے تو ساتھ کانٹے بھی پیدا کیے ہیں، چڑیا اور طوطے ایسے بے ضرر پرندے بھی اس نے بنائے ہیں تو چیتے اور شیر ایسے

خونخوار درندے بھی اسی کی تخلیق ہیں، فرشتے بھی اس کی مخلوق ہیں جو سراپا خیر ہیں اور شیطان (ابلیس) اور اس کے ہمنوا (جنوں اور انسانوں میں سے) اسی کے پیدا کردہ ہیں، ضروری ہے کہ ہم تمام نقصان دہ چیزوں کے شر سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی پناہ لیں تب ہی ہم ساحل مراد سے ہمکنار ہو سکتے ہیں۔

۲) انسان کے ساتھ مختلف قسم کے شر لگے ہوئے ہیں...... کہیں نفس امارہ کی شرارتیں ہیں اور کہیں شیاطین کے مکر و فریب ہیں، کہیں دشمنوں کی حیلہ سازیاں ہیں اور کہیں اپنوں کی مکاریاں ہیں اور حاسدین کے حسد ہیں اور شب کے وقت چوروں اور ڈاکوؤں کے خطرات بڑھ جاتے ہیں، ان تمام باتوں سے محفوظ رہنے کے لیے رب کائنات کی پناہ گاہ ہی ہمارے لیے سکون اور طمانیت کا سامان ہے۔

۳) اے امت مسلمہ! اس وقت تو حاسدین نے تمہارے گرد گھیرا ڈالا ہوا ہے اور تمہیں ہر طرح سے زک دینے کے لیے کمر کس چکے ہیں۔ اس وقت رب کائنات کی پاکیزہ تعلیمات پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ اس کی ہدایات کو اپنے لیے مشعل راہ بناؤ اور اسی کی پناہ میں چلے آؤ، وہ تمہیں ضائع نہیں ہونے دے گا۔

..................o..................